پانچویں باب میں حافظ نور محمد انور اور سید امین گیلانیؒ کی منظومات شامل ہیں۔ آئندہ اشاعت میں اس باب پر بھی خصوصی توجہ دی جائے اور مولانا پر لکھے گئے مختلف لوگوں کے مضامین اور مختلف شخصیات کے مولانا کے متعلق تاثرات کو شامل کیا جائے تو ازحد مناسب ہوگا۔

مرتبِ کتاب سے ایک گزارش مزید یہ بھی ہے کہ جب وہ مولانا لال حسین اخترؒ کی حیات وخدمات کو منظر عام پر لانے کے لیے کمرِ ہمت باندھ ہی چکے ہیں تو انھیں چاہیے کہ وہ تحقیق کی پرخار وادیوں میں آبلہ پائی کے لیے نکلیں۔ بلاشبہ اب بھی وہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں جنھوں نے مولانا لال حسین اخترؒ کی قادیانی شاطروں سے معرکہ آرائیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اُن کی تقریروں کو سنا اور اُن کی صحبتوں سے جی بھر کر فیض پایا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر دادِ شجاعت دینے والے ایسے نام ور قائدین احرار کے تذکرے ایسے ہی لوگوں کی ساعتوں اور یادداشتوں کی مدد سے مرتب کیے جائیں۔ ورنہ آئندہ برسوں میں ان غیر مطبوعہ یادداشتوں کے بھی ضائع ہو جانے کا نقصان یقینی ہے۔

علاوہ ازیں جب مولانا لال حسین اخترؒ قادیانیت کے تعاقب کے لیے جزائر فیجی تشریف لے گئے تو اُن کی واپسی پر مولانا محمد علی جالندھریؒ کے حکم پر مولانا محمد سعید الرحمٰن علویؒ نے مولانا لال حسین اخترؒ کے اس تاریخی سفر کی روداد مولانا کی زبانی سن کر مرتب کی تھی اور مولانا علوی رحمہ اللہ کے برادرِ بزرگ مولانا عزیز الرحمٰن خورشید مدظلہ کے بقول مولانا سعید الرحمٰن علوی نے وہ مسودہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داروں کے سپرد کر دیا تھا، لیکن اُس مسودہ کا اس کتاب میں کچھ سراغ نہیں ملتا۔ اس تاریخی رودادِ سفر کو منظر عام پر لانا مجلس کے اربابِ اختیار کی اوّلین ذمہ داری ہے اور مولانا لال حسین اخترؒ جیسی بلند پایہ شخصیت پر اُن کی شایانِ شان مکمل سوانح حیات کی اشاعت کا فرض بھی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہونا بہرصورت ضروری ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔ (تبصرہ: ڈاکٹر محمد عمر فاروق)

● کتاب: قراردادِ مقاصد کا مقدمہ　مصنف: سردار شیر عالم خان ایڈووکیٹ　مترجم: چودھری محمد یوسف ایڈووکیٹ
ضخامت: ۲۰۶ صفحات　قیمت: ۱۵۰ روپے　ناشر: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا، گوجرانوالہ

جب پہلی بار پاکستان کا نعرہ لگا تو اس کے ساتھ ہی ایک بحث نے ہندوستان میں جنم لیا۔ جب اس بحث کو بامِ عروج ملا تو ہندوستان تقسیم ہو گیا اور اس کے بعد ایک اور بحث کا آغاز ہوا کہ یہ کتنے دن باقی رہے گا؟ اور مشرقی پاکستان کا ساتھ کب تک قائم رہے گا؟ گویا مغربی پاکستان کو ''اصل حقیقت'' اور علامہ اقبال کا خواب تصور کر لیا گیا اور مشرقی پاکستان کو ایک اضافی صورت سمجھ لیا گیا (اسے غیر ضروری بھی کہا جا سکتا ہے) اور پھر جنرل ایوب خان کی بنگالیوں سے نفرت نے کام کر دکھایا۔ ایوب خان کے جانشین جنرل محمد یحییٰ خان نے مشرقی اور مغربی ہاتھ ایک دوسرے سے الگ کر دیئے۔ فوج کی نفرت نے پاکستان توڑ دیا۔ یہی فوج آج بار بار وطن عزیز کو فتح کر رہی ہے اور پاکستانیوں پر غداری کے مقدمے چلا رہی ہے۔ مملکتِ خداداد کی جیلیں بے گناہ شہریوں سے بھری ہوئی ہیں۔

پاکستان کے حوالے سے دو قراردادیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک قرارداد لاہور (۱۹۴۰ء) جسے بعد ازاں

قراردادِ پاکستان کہا گیا۔اس قرارداد سے پاکستان کے نام سے ایک مسلم ریاست کا قیام عمل میں آیا۔آزادی کے کچھ عرصہ بعد اس ملک پر فوج کا تسلط ہوگیا اور یہ مسلم ریاست امریکہ کی طفیلی ریاست بن گئی۔اسلام کے نام پر حکمرانوں نے عوام کو دھوکہ دیا۔ایک فوجی حکمران اسلام کی بات کرتا ہے تو دوسرا ''روشن خیال'' قوتوں سے مدد چاہتا ہے اور پھر یہ ہوا کہ اس ملک میں اسلام آیا اور نہ ہی ''روشن خیالی'' آئی۔

دوسری قرارداد جسے آئین پاکستان میں خاص اہمیت حاصل ہے۔وہ قرارداد مقاصد ہے۔زیرِنظر کتاب اسی حوالے سے ہے۔ابوعمار زاہدالراشدی اس کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> ''قرارداد مقاصد'' کی دستوری حیثیت اور بالادستی کے حوالے سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں میں ہونے والے مباحث بھی اسی ذہنی کشمکش کے آئینہ دار ہیں۔جن کی نقاب کشائی کی سعادت ملک کے معروف قانون دان سردار شیر عالم ایڈووکیٹ نے حاصل کی ہے اور اپنے پرمغز مقالہ میں انتہائی تدبر اور مہارت کے ساتھ اس ''ذہنی الجھاؤ'' کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔''

قانون آزادئ ہند ۱۹۴۷ء کے تحت پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی قائم ہوئی تھی۔اس قانون کے تحت ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو(اس پر ابھی بحث ہورہی ہے کہ آزادی کی تاریخ ۱۴/اگست ہے یا ۱۵/اگست) دوآزاد ریاستیں پاکستان اور بھارت معرضِ وجود میں آئیں۔پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے ۱۲/مارچ ۱۹۴۹ء کو ایک تاریخی قرارداد منظور کی۔اس کو قرارداد مقاصد کا نام دیا گیا۔اسی قرارداد نے پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنایا۔اور اس میں اس امر کو تسلیم کیا گیا کہ:''کل کائنات پر اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔اس کا استعمال ایک مقدس امانت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت ہوگا۔'' اور ''اسلام کے احکامات مملکت کو چلانے کے لیے رہنمائی اور ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان احکامات کو اسی طرح مانا جائے گا' جس طرح کہ قرآن وسنت میں درج ہے۔''

دیباچہ کے آخر میں جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن لکھتے ہیں:

> ''امید ہے کہ جب کسی دیگر کیس میں متنازعہ امور کا دوبارہ جائزہ لیا جائے گا تو جناب سردار شیر عالم کے دلائل کو مدنظر رکھا جائے گا۔''

سردار شیر عالم (مرحوم) نے ''حرفِ آغاز'' میں لکھا کہ:

> ''میں نے دلائل کے ساتھ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قراردادِ مقاصد مملکتِ پاکستان کے قانونی نظام کی اساسات کا مظہر ہے۔اس کے ساتھ یہ قرارداد،قوانین اور مملکت کے ذمہ داران کے احکامات واقدامات کو پرکھنے اور تولنے کے لیے ایک میزان کی حیثیت رکھتی ہے۔''

اس مقدمے کا مطالعہ ہر پڑھے لکھے پاکستانی کے لیے ضروری ہے۔خاص طور پر ایسے پاکستانیوں کے لیے کہ جنھیں آئین اور قانون سے دلچسپی ہے اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ''پاکستانی'' ایک قابل رحم قوم ہے۔